جلد ۲۲ شمارہ ۱۶

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۲۱ ذیقعد ۱۳۹۷ھ • ۴ نومبر ۱۹۷۷ء

رئیس الادارہ: جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور ○ رئیس التحریر: حضرت مولانا مفتی محمود ○ مدیر: محمد سعید الرحمن علوی

فی پرچہ : ایک روپیہ

ایاز قدرِ خود بشناس

بھٹو کا دورِ حکومت پاکستان کی سیاسی تاریخ کا انتہائی تاریک اور شرمناک دور تھا۔ اس دورِ شر و فساد میں جو کچھ یہاں ہوا اس کے متعدد گوشے پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ سامنے آچکے ہیں اور ہم ضرورت نہیں محسوس کرتے کہ ان کا ذکر کریں۔

گھٹن و نفرت کے اس دور نے پاکستان قومی اتحاد کو جنم دیا۔ جس میں ملک کی ۹ سیاسی پارٹیوں نے شمولیت اختیار کی اور ایک ہی پلیٹ فارم سے ملک و ملت کی خدمت کا عزم لے کر میدان میں آئے۔ ان نو سیاسی پارٹیوں نے قوم کی آرزوؤں اور امنگوں کو پیشِ نظر رکھ کر ایک پروگرام وضع کیا۔ اسی ایک پروگرام و منشور کو لے کر وہ سامنے آئے، اپنے اتحاد و یگانگت کے بھرپور مظاہرہ کے لیے اپنی تنظیم کا ایک مستقل نام تجویز کیا۔ ایک پرچم کی طرح ڈالی اور ایک ہی انتخابی نشان کو اپنایا۔

ملت کے مظلوم اور ستم رسیدہ طبقات نے اس آواز کو سنا تو ان کی باچھیں خوشی سے کھل گئیں وہ اس آواز کو اپنے دل کی آواز سمجھنے لگے۔ انہوں نے مالی و جانی ہر اعتبار سے اپنا تعاون قومی اتحاد کے پلڑے میں ڈال دیا۔ اور اتنے بھرپور اعتماد کا مظاہرہ کیا جس کی

مثال پاکستان کی سیاسی تاریخ میں کم از کم مشکل سے ملے گی عوام کے اس اعتماد کو بھٹو شاہی نے منزلِ مقصود تک پہنچنے سے روک دیا اور ۷ مارچ ۷۷ء کو ایسی دھاندلی ہوئی جس کا چرچا اب تو چار دانگ ہے۔ اس خطرناک صورتِ حال کے پیشِ نظر قومی اتحاد نے ۱۰ مارچ کے صوبائی انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تو قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ثابت کر دیا کہ وہ بھٹو سے نفرت کرتی ہے۔ اور پھر ۱۴ مارچ کو جو تحریک شروع ہوئی وہ ہماری تاریخ کا ایک روشن و تابناک باب ہے۔ ملک کا کون سا طبقہ تھا جس نے اس تحریک میں اپنی ہمت سے بڑھ کر حصہ نہیں لیا اور کون سا طبقہ تھا جس نے جان و مال کا نذرانہ پیش نہیں کیا۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک اور مردوں سے لے کر عورتوں تک، علماء سے لے کر عوام تک، وکلاء سے لے کر طلباء تک سبھی نے ایثار و قربانی کا ریکارڈ قائم کیا۔ مزدور بھی اٹھے، کسان بھی سرگرمِ عمل ہوئے اور تاجروں نے تو تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ بھٹو شاہی نے اپنے وضع کردہ ظلم و جور کے طریقوں کو اپناتے ہوئے تحریک کو دبانا چاہا لیکن وہ "نشہ" کو "ترشی" سے اتار نہ سکا۔ تو اسے مجبوراً قومی اتحاد کے محبوس قائدین سے رابطہ

قائم کیا ان کی منت سماجت کر کے اور ان کی شرائط کو بہت حد تک مان کر مذاکرات کی بساط بچھائی۔ مذاکرات کے دوران بہت کچھ مان کر بھی اس شخص کی فطرت راہ راست پر نہ آئی اور "نظام عمل" کے مسئلہ میں الجھاؤ پیدا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں نتیجۃً مذاکرات ناکامی کی نذر ہو گئے۔ اور فوج نے اس شاطر و مکار کو دبوچ لیا ان لمحات کا عوام نے جس پُرجوش انداز سے خیر مقدم کیا وہ درحقیقت اس بات کا مظہر تھا کہ انہیں صورت حال نے سخت پریشان کر رکھا تھا۔ فوجی حکومت کے سربراہ نے قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے مرکزی قائدین کو حفاظتی نظربندی کے لیے مری کے صحت افزا مقام پر لا رکھا۔ اس دوران جنرل صاحب سیاسی حکومت کی بحالی اور انتخابات جلد از جلد منعقد کرانے کا اعلان کرتے رہے، اسی ضمن میں انہوں نے مری میں نظربند رہنماؤں سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور انتخابات کے ٹائم ٹیبل کا اعلان کر دیا۔

اس اعلان کے بعد دوسروں کے ساتھ پی، این، اے کے لیڈروں نے مل بیٹھ کر اپنے انتخابی امیدواروں کی فہرست پر نظرثانی کا کام شروع کیا۔ بعض مقامات پر تبدیلیاں بھی ہوئیں، یقین کریں کہ اس سلسلہ میں جو تاخیر روا رکھی گئی اور بعض خبریں دوش ہوا پہ اڑ کر جس طرح مایوسی پھیلاتی رہیں وہ ایک انتہائی صدمہ تھا جس کا ہم نے اس وقت بھی اظہار کیا تھا۔ عوام نے اس صورت حال کو شدت سے محسوس کیا اور زندوں کے ساتھ ساتھ مقصد بلند کی خاطر شہید ہونے والوں کی روحیں بھی تڑپ اٹھیں۔ اس موقعہ پر شیشہ محبت و اخوت میں دراڑوں کی باتیں ہوئیں جنہیں ذمہ دار حلقے قرار دیتے رہے لیکن عوام ایسے بے شعور نہ تھے، جو حقائق کو محسوس نہ کرتے اور جب انتخابی مہم شروع ہوئی۔ تو اپنی انفرادیت اور جماعتی تشخص کے کئی تشویشناک پہلو سامنے آئے جن کے پیش نظر عوام مزید مضطرب ہو گئے۔ حالات نے اپنا رخ بدلا کہ انتخاب ملتوی ہو گئے تو عوام نے سکون و اطمینان کا سانس لیا اس کی وجوہات تھیں جن کے اظہار کا یہ وقت نہیں۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ عوام "محاسبہ و احتساب" کا کام پورا کرنے کے بعد انتخاب چاہتے تھے تاکہ بے ضمیر و سیاہ رو اس پلیٹ فارم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جائیں۔ اس دوران دقیقہ بینی ہی جس کی طوالت کے متعلق کوئی رائے قائم کرنی مشکل ہے۔ قومی اتحاد کی بعض جماعتوں نے جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے وہ اتنا افسوسناک ہے جس کی توقع عوام کو بالکل نہ تھی۔ آج مختلف جماعتیں مستقبل کے نقشوں میں رنگ بھرنے کے لیے انفرادی طور پر مطالعاتی کمیٹیوں اور اداروں کے قیام و تنظیم میں لگی ہوئی ہیں۔ اپنے اپنے طور پر بہت کچھ کیا جا رہا ہے۔ لیکن ملت کی متحدہ امنگوں کے ترجمان پلیٹ فارم پر اس قسم کی اجتماعی کوشش و کاوش نہیں ہو رہی، آج پارٹیاں مختلف قسم کے لوگوں بالخصوص پی۔ پی کے سکھا شاہی دور کے بے ضمیر انسانوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لیے بھاگ دوڑ میں مصروف ہیں۔ اور بعض یہاں تک خوش فہمیوں یا غلط فہمیوں کا شکار ہیں کہ انہیں ستاروں سے آگے کے جہاں نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔

کس قدر مقام تاسف ہے کہ ایک پارٹی کا ایک ذمہ دار رکن جو سودی نظام کے قائم رکھنے کا بہت بڑا علمبردار ہے غریبوں اور امیروں کے الگ الگ نظام مصطفیٰ کی بات کرتا ہے اور نہیں سوچتا کہ اس کی زد اس کے ایمان و عقیدہ پر پڑے گی اور سود کے وکیل کی حیثیت سے متاع ایمان کے لٹنے کا اسے احساس تک نہیں ؟

کوئی صاحب اپنی پارٹی کی طرف سے منشور جو زیادہ جامع ہو گا کا مژدہ سنا رہے ہیں تو انہی کی پارٹی کے ایک دوسرے لیڈر سبھی کو اپنی پارٹی میں جذب کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ کل پی۔ پی کے دورِ تاریک میں مدتوں شریک رہنے والے ایک سرحدی لیڈر ٹکٹ نہ ملنے پر شور مچا رہے تھے اور نظریہ پاکستان کی دہائی دیتے تھے تو آج تحریکی بزرگ سرحد و بلوچستان میں کسی کی اجارہ داری کو تسلیم نہ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور یہ اعلان ایسے شخص کو بغل میں لے کر کیا جا رہا ہے جو اس ملک میں جمہوریت و شرافت کے قتل میں برابر کا شریک ہے اور آج بھی "دولہا دلہن" کے جھگڑا میں الجھا ہوا ہے۔ حالانکہ تحریکی دوست نہیں سوچتے کہ انہیں سرحد میں معقول سیٹیں ملی ہیں۔ جب کہ ان کی انفرادی طاقت اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی۔ آج

کچھ لوگوں کو کرٹ کے مطابق سیٹیں نہ ملنے کا افسوس ہے جبکہ کل ان کے پاس امیدوار نہ تھے اور آج یہ شور محض پی۔پی۔پی کے بے ضمیر لوگوں کے لیے ہے جو اس گھونسلے سے نکل کر ادھر آچکے ہیں۔ کبھی خلق کا بینہ اور کبھی تنظیم نو کی باتیں۔ پھر پارٹی اخبارات نے آزادی صحافت سے فائدہ اٹھا کر جو شرمناک روش اختیار کر رکھی ہے وہ اور درد سر ہے اور عوام بے چارے ہیں کہ اس کشمکش سے مضطرب و پریشان ہیں۔ وہ شہیدوں کے لہو اور زخمیوں کے ٹوٹے ہوئے اعضاء کے حوالے سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ سب کچھ اس لئے تھا؟ — ہم لگی لپٹی رکھے بغیر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اتحاد میں شریک ہر جماعت اور لیڈر کو ۷۰ء کے انتخابات کے حوالے سے اپنی حیثیت و شخصیت کا اندازہ رہنا چاہیے ملت سے کٹ کر، الگ ہو کر کوئی اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکے گا اور اس طرح ملک اس افراتفری و انتشار کا شکار ہوگا جس کا تصور بھی مشکل ہے۔ اور پھر یہ لیڈران کرام اور قائدین قوم عوام کے غیظ و غضب کا شکار ہو کر اپنی اسی تک فنا کر بیٹھیں گے کیونکہ فطرت اپنے معاملہ میں غلط بیں اور متکبر و بد مزاج لوگوں کو معاف نہیں کیا کرتی اور قوموں کی اجتماعی امنگوں کو پامال کرنے والے ذلت و مسکنت کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہر کسی سے درخواست ہے۔ کہ ع

ایاز قدر خود بشناس

علق ۹۷ — ۱۴ ذی قعدہ

مولانا محمد اجمل کا جائز مطالبہ

حضرت الشیخ السید بنوریؒ کی یاد میں ایک تعزیتی اجتماع میں مولانا محمد اجمل قائمقام ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے حضرت مولانا کے رفقاء اور قافلہ حقہ کے شرکاء کو بجا طور پہ توجہ دلائی ہے۔ کہ امام العصر کاشمیریؒ کے اس جانشین مکرم نے معروف کتاب حدیث ترمذی شریف کی جس مثالی شرح کا بیڑا اٹھایا تھا اس کی تکمیل کا اہتمام کیا جائے اور "معارف السنن" کی بقیہ چھ جلدوں کی تکمیل کے لیے ہر ممکن سعی کی جائے۔ ہمیں یاد ہے کہ حضرت العلام الشیخ عثمانی قدس سرہٗ نے مسلم شریف کی جس شرح کا بیڑا اٹھایا تھا وہ بھی نامکمل رہ گئی اور اب تک روح عثمانی اس کی تکمیل کی منتظر ہے۔ اب یہ دوسرا حادثہ ہے جس نے اہل علم کو ہلا دیا۔ کساد بازاری کے اس دور میں جب کہ اہل حق تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں اگر ولی اللٰہی، قاسمی، رشیدی، محمودی اور انوری و مدنی علوم کے ورثاء نے غفلت برتی تو یہ ایک سانحہ ہوگا۔

ہمیں توقع ہے کہ اہل ہمت انفرادی نہیں تو اجتماعی طور پہ اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔

جمعیۃ طلباء اسلام صحیح کہتی ہے

جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی صدر نے اپنے رفقاء سمیت گذشتہ دنوں لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں اپنے پیش رو ساتھیوں حضرت السید شمس الدین شہید اور حضرت السید منیر احمد شہید کے مقدمات قتل کی اعلیٰ پیمانہ پر فوری تحقیق اور تمام مجرموں کو عبرتناک سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے اس سے صرف نظر ممکن نہیں۔ آج بھی اگر ان بلانوشان محبت کے خون سے انصاف نہ ہوا تو وقت دوبارہ مہلت نہ دیگا۔

اسی طرح یہ مطالبہ بالکل مبنی برحق ہے کہ "تعلیم" کے لیے ہونے والی کوششوں میں علماء کو باقاعدہ شریک کیا جائے۔ ہمیں حیرت ہے کہ جنرل ضیاء صاحب نے پچھلے دنوں اس ضمن میں ہونے والی کانفرنس میں ملک کے اس موثر ترین طبقہ کو کیسے نظر انداز کیا؟ کیا یہ نوکر شاہی کا کرشمہ تو نہ تھا؟ — حقیقت یہی ہے کہ اس طبقہ کی کاوش نہ ہوتی تو آج یہاں گرجاؤں کی بہتات ہوتی اور اسلام کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔ ان سرکاری افسران کی گوشمالی ازبس ضروری ہے جو اس کا باعث بنے اور اس کا ازالہ ازبس ضروری!

اسی طرح حضرت الشیخ السید بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ حضرت مولانا شمس الحق افغانی کو اسلامی مشاورتی کونسل میں شریک کرنے کی تجویز انتہائی مستحسن ہے۔

اور

ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہوئے گذارش کریں گے کہ فوری اعلان کیا جائے۔

خطبۂ جمعہ

ایک اہم فریضہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۔ (پ ۴ ۔ رکوع ۳)

بزرگان محترم! بنی نوع انسان کو برائیوں سے روکنا اور نیک اور صالح اعمال کی تبلیغ و تلقین کرنا مسلمان کا اہم فریضہ اور بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اور اس اہم اور افضل کام میں کوتاہی اور غفلت کرنا اللہ کی نظر میں سنگین جرم اور ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔

قرآن و حدیث میں بار بار تاکید فرمائی گئی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تساہل اور کوتاہی نہ کرو۔ یہ فریضہ انجام دوگے تو بیش از بیش اجر و ثواب پاؤگے اور اس میں کوتاہی کروگے تو عذاب کے مستحق ٹھہروگے۔

قرآنِ پاک میں ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ ۔ یعنی تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے درست کردے اگر ایسا نہ کرسکے تو زبان سے تلقین اصلاح کرے ورنہ وہ دل میں برا جانے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہوگا۔

مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص خود تو نیکیوں پر کاربند ہو۔ دن رات اچھے اعمال بجا لاتا ہو مگر دوسروں کو گناہ کرتے دیکھ کر نہ تو انہیں گناہ سے منع کرتا ہو اور نہ ان کے افعالِ شنیعہ کو دل میں برا سمجھتا ہو تو ایسا شخص مجرم ہے خواہ اپنی ذات کی حد تک وہ کتنا ہی صالح اور نیکوکار کیوں نہ ہو۔ تو خود نیک بن جانا ہی کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہنا لازم اور ضروری ہے۔ خود خواہ کوئی کتنی ہی نیکیاں کرے مگر جب تک وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایسے اہم فریضہ سے سبکدوش نہ ہوگا۔ بری الذمہ اور کامل مومن نہیں کہلایا جاسکتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسے لوگوں کی مثال جو خود برائی سے بچتے ہیں مگر دوسروں کو بچنے کی تلقین نہیں کرتے اس کشتی کی سی ہے کہ جس کے اوپر اور نیچے کے حصوں میں لوگ سوار ہوں۔ نچلے درجہ والوں کو پانی اور دیگر ضروریات کے لیے اوپر والے حصہ کے

سواروں کی جگہ سے گذرنا پڑتا ہو تو نچلے حصہ والے لوگ اگر باہم یہ مشورہ کرلیں کہ اوپر جانے کی تکلیف اٹھانے اور اوپر والوں کو بار بار زحمت دینے کی بجائے کیوں نہ ہم اپنے حصہ میں ایک سوراخ کرلیں تاکہ پانی یہیں کے یہیں حاصل کرسکیں۔ تو اگر ایسی صورت میں کشتی کے اوپر والے حصہ کے سوار ان کو اس غیردانشمندانہ حرکت سے روک لیں گے تب تو کشتی اور اس پر سوار تمام لوگ سلامت رہیں گے اور اگر اوپر والوں نے نچلے حصہ والوں کو نہ سمجھایا اور اس احمقانہ حرکت سے نہ روکا اور انہوں نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنا دیا تو ظاہر ہے کہ صرف نچلے حصہ والے ہی غرق نہ ہوں گے اوپر کے حصہ والے لوگ بھی اُن کے ساتھ ہی ڈوب مریں گے۔

لہٰذا ہم سب کا فرض ہے کہ جس قدر ممکن ہو، اپنے دوستوں، اپنی اولاد، اپنے گھر والوں، اپنے رشتہ داروں اپنے مسلمان بھائیوں اور بنی نوع انسان کو نیکیوں کی تبلیغ کریں اور منکرات سے اجتناب کی تلقین کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو غلط کاروں کے ساتھ نیکوکاروں کا بھی بیڑا غرق ہوگا اور عذاب الٰہی سے کوئی نہ بچ سکے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت اُلٹ دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس شہر میں فلاں شخص بھی رہتا ہے جس نے لمحہ بھر کے لیے بھی نافرمانی نہیں کی۔ ارشاد ہُوا کہ زمین کو اس پر اور ان باشندوں پر الٹ دو۔ کیونکہ اس شہر میں جب میری نافرمانی ہوتی رہی تو فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ۔ یعنی میری نافرمانی ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پر کبھی بھی ناگواری کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ اس لیے آج اس کو بھی دوسرے مجرموں کے ساتھ ہی الٹ دو۔

محترم و مکرم سامعین! ایک مسلمان کی غیرت ایمانی کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ اس کے مالک و خالق کی نافرمانی نہ ہو۔ اسے مقدور بھر یہ کوشش کرنی چاہیے کہ لوگ احکام خداوندی کی تعمیل کریں۔ جس کا وہ خود پرستار اور تابع فرمان ہے دوسروں کو بھی اس کا پرستار بنائے اور ایسا کرنے میں نہ صرف یہ کہ وہ عذاب سے بچ جائیگا بلکہ اجرِ کثیر کا مستحق قرار پائے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے مَنْ دَلَّ عَلٰی خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔ بھلائی اور نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا نیکی کرنے والے کو ملے گا۔

اور ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہدایت کی طرف بلانے والا اتنا ہی ثواب پائے گا جتنا وہ شخص جو اس کا اتباع کرتا ہے۔

محترم حاضرین! ہمیں اپنے اس فریضہ کی بجاآوری میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ہم میں سے جس سے جتنی ہوسکے مخلوق خدا کی خیرخواہی کرنی چاہیے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی خدا کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے بچانے کی سعی کرنی چاہیے۔ ارشاد ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ اور اپنے متعلقین و متوسلین اور اعزہ و اقارب کو بھی۔

حدیث شریف میں آتا ہے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے۔ اس لیے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں بازپرس ہوگی۔ آگے وضاحت فرمائی کہ اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ بادشاہ رعایا کا حاکم اور نگہبان ہے۔ اس لیے اس سے رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ مرد اپنے اہل خانہ کا حاکم و نگہبان ہے لہٰذا اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق سوال ہوگا۔ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکم ہے اس لیے اس سے بھی اہل خانہ کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔

تعجب ہے اس باپ پر جو خود تو لوٹا اٹھا کر نماز کے لیے وضو کرنے چلا جاتا ہے مگر اپنے بیٹے کو ترکِ نماز کے عذاب سے نہیں ڈراتا۔ تعجب ہے اس شوہر پر جو خود تو زکوٰۃ ادا کرتا ہے مگر اپنی بیوی کو اس اہم فرض کی ادائیگی کی تلقین نہیں کرتا۔ تعجب ہے اس بھائی پر جو خود نیک اعمال بجا لاتا ہے مگر اپنے بھائی کو اعمال صالحہ کے لیے نہیں کہتا۔ تعجب

مجھے اس دوست پر جو خود تو مسجد کی طرف جاتا ہے مگر اپنے دوست کو گناہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔ مگر اسے منع نہیں کرتا۔

دینِ اسلام تو خیر خواہی سے عبارت ہے الدین النصیحۃ اسلام ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ جب خود پہنو تو دوسروں کا بھی خیال رکھو۔ خود کھاؤ تو دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ خود بھی نیک اور صالح بنو اور دوسروں کو بھی صالح بناؤ۔ خود بھی برائیوں سے اجتناب کرو اور دوسروں کو بھی برائیوں سے اجتناب کی تاکید کرو۔ خود بھی آگ سے بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ غرض جو اپنے لیے پسند کرو اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی وہی پسند کرو۔

ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

محترم دوستو! حاصل یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک نہایت اہم فریضہ ہے۔ جسے بہرحال انجام دینا چاہیئے۔ چاہے کوئی بُرا مانے اور چاہے کوئی اس خیر خواہی پر شکریہ ادا کرے۔ مُبلّغ کو لوگوں کے شکریے یا اُجرت سے بے نیاز رہنا چاہیئے۔ کیونکہ تبلیغ پیغمبروں کا کام ہے اور انھوں نے اس پر اُجرت یا شکریہ کبھی نہیں چاہی۔ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ میں اس کام پر تم سے کوئی سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

اس فریضہ کی انجام دہی میں کوئی مشکل پیش آئے تو خندہ پیشانی سے برداشت کرنی چاہیئے۔ کوئی ستائے تو آپے سے باہر نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ صبر سے کام لینا چاہیئے۔ کسی کے ستانے یا بُرا ماننے سے یہ فریضہ ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ نہایت اچھے انداز میں اس فریضہ کو انجام دیتے رہنا چاہیئے۔ ارشادِ باری ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ

اپنے رب کے راستہ کی طرف دانش مندی اور عمدہ نصیحت سے بلاؤ۔

محترم حضرات! اگر آپ کو اپنی اولاد سے محبت ہے۔ اپنی بیوی اور اپنے گھر والوں سے۔ ہے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے محبت ہے تو انھیں جہنم کی آگ سے بچائیں۔ انھیں اعمالِ صالحہ کا حکم دیں۔ اور برے افعال سے منع کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے اعزہ واقربا اور تمام مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے۔ آمین۔

موت العالِم موت العالَم

تحریر: حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب قائمقام ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کے امیر، فاضلِ اجل، عالم بے بدل، علامہ دہر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف شاہ صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ حرکت قلب بند ہوجانے سے راولپنڈی میں جاں بحق ہوگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے معزز رکن تھے۔ کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی سے پنڈی آئے ہوئے تھے۔ آپ کے سانحہ ارتحال اور وفات حسرت آیات نے آنکھوں کو اشکبار، دلوں کو مجروح و بیقرار اور علمی دنیا کو سوگوار بنا دیا۔ آپ زہد و تقویٰ کے پیکر تھے، اخلاص و تواضع کے مجسمہ تھے عالم باعمل، جامع العلوم اور ماہر الفنون تھے۔ عصرِ حاضر کے جلیل القدر مفسر، محدث اور فقیہ تھے۔ آپ سلف صالحین کی یادگار تھے۔ ایک عالم ربّانی کی جو خصوصیات ہوسکتی ہیں آپ ان کا بہترین مظہر تھے۔ آپ حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مایۂ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کو شاہ صاحب مرحوم سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ سفر و حضر میں خادم کی حیثیت سے ان کیساتھ رہتے تھے۔ شاہ صاحب مرحوم سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ فراغت کے بعد علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ اور اپنے دوسرے اُستاد حضرت شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی معیت میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (سورت) میں تدریس کا آغاز کیا۔ شاہ صاحب کے وصال پُر ملال کے بعد آپ اسی جامعہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے۔ آپ نے نفحۃ العنبر کے نام سے اپنے استادِ محترم حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری کی عربی زبان میں سوانح حیات تحریر کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ شیخ الاسلام پاکستان کے قائم کردہ دار العلوم ٹنڈوالٰہیار میں شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کی حیثیت سے دین کی خدمت انجام دیتے رہے۔ پھر آپ نے کراچی نیوٹاؤن میں ایک مثالی اور معیاری مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم کیا۔ اور آخری وقت تک یہی درس گاہ مرحوم کی علمی و تدریسی مشاغل کا مرکز و محور بنی رہی۔ اس دینی درس گاہ میں حصولِ علم کے لیے نہ صرف پاکستان بلکہ عرب، افریقہ اور امریکہ وغیرہ مختلف ممالک کے طالب علم بھی آتے تھے۔ اور اس وقت بھی کئی عرب اور افریقی طالب علم وہاں زیرِ تعلیم ہیں۔ اس ادارے نے تھوڑے سے عرصہ میں بہت ترقی کی۔ اب تک ہزاروں طلباء یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، افغانستان اور عرب، افریقی ممالک میں مرحوم کے ہزاروں تلامذہ ہیں۔ مولانا بنوریؒ صرف عالم اور مدرس ہی نہیں تھے۔ بلکہ بلند پایہ محقق اور مصنف بھی تھے۔ آپ کی زیادہ تر تصانیف عربی زبان میں ہیں۔ مرحوم کو عربی زبان پر علماء عرب کی طرح عبور حاصل تھا۔ پوری روانی سے عربی بولتے اور لکھتے تھے۔ مولانا مرحوم کی شہرت اور مقبولیت پاکستان سے زیادہ عالم عرب میں تھی۔ دُنیائے عرب کے علماءِ دین میں آپ کے علم و فضل اور تحقیق و تدقیق کی دُھوم تھی۔ آپ نے مصر، بیروت، شام، عراق اور حجازِ مقدس کے بارہا طویل و عریض علمی، تبلیغی سفر کیے۔ اور آپ کے علمی مضامین کو مقامی اخبار و رسائل نے آب و تاب کے ساتھ شائع کیا۔ علماء عرب نے آپ کے علمی اوصاف و کمالات کا شاندار الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ اور اپنی مجالس و محافل میں آپ کو عزت و احترام کے ساتھ دعوت دیتے رہے چنانچہ آپ کو مجمع البحوث الاسلامی قاہرہ میں رکن وفد پاکستان

کی حیثیت سے دعوت دی گئی۔

بعض مسائل کے متعلق آپ کے عربی مقالہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور بالآخر اس کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ مصر کے مایۂ ناز مشہور علامہ طنطاوی صاحب تفسیر طنطاوی سے جب آپ نے بعض مسائل پر گفتگو کی اور ان کے بعض نظریات پر تنقید کی۔ جس سے علامہ طنطاوی متاثر ہوئے اور مولانا مرحوم کو یا اُستاد کے موقر الفاظ سے خطاب کیا اور بہت سی تنقیدات کو انصاف پسندی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ قبول کیا۔

مولانا بنوریؒ نے تمام علوم عربیہ کی بالعموم اور علم حدیث کی بالخصوص نہایت زبردست خدمت انجام دی۔ اس عاشق رسولؐ نے دورۂ حدیث کی مشہور کتاب ترمذی شریف کی نہایت جامع اور بلیغ عربی شرح معارف السنن کے نام سے چھ جلدوں میں لکھی ہے۔ جس میں فقیہانہ اور محدثانہ انداز میں کلام کیا گیا ہے۔ اس کی عربیت فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے اور طرز ادا نہایت سہل اور عام فہم ہے۔ دینی معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس کتاب سے آپ کے علمی تبحر اور تفقہ فی الدین کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس کتاب کو انسائیکلوپیڈیا آف فقہ و حدیث کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ افسوس صد افسوس یہ شرح پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ آپ کی وفات سے یہ کام ادھورا رہ گیا۔

بینات کے نام سے آپ نے تقریباً ۱۵ سال قبل ایک ماہنامہ جاری کیا جو اب بھی آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔ اس ماہنامہ کے ذریعہ آپ نے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا اس رسالہ کا اداریہ بصائر و عبر کے نام سے آپ خود تحریر فرماتے تھے۔ اور طاغوتی طاقتوں، باطل ازموں اور خلاف شرع افعال و امور پر بھرپور تنقید و تبصرہ کرتے تھے۔ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے مجلس ختم نبوت کے نام سے ایک تحریک شروع کی تھی۔ اور اس وقت کے علماء کرام کو منکرین ختم نبوت کے دجل و فریب سے آگاہ کیا۔ خود شاہ صاحب کو تردید مرزائیت سے غیر معمولی شغف تھا۔ سالہا سال تک حضرت شاہ صاحب مرحوم اس فتنہ سے اُمت مرحومہ کو محفوظ کرنے کے لیے تحریری و تقریری طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنے خدام اور تلامذہ کو وصیت فرمائی کہ اس فرقہ باطلہ کا ڈٹ کر ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے۔ اسی وصیت کی بنا پر یہ درویش صفت عالم عاشق رسولؐ سید آدم بنوریؒ (خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانیؒ) کے خاندان کا چشم و چراغ تحفظ ختم نبوت کی تحریک ۱۹۷۴ء میں پاکستانی عوام کے سامنے منظر عام پر آیا۔ اس تحریک کے دوران سیاسی زعماء اور دینی مختلف مکاتب فکر کی جماعتوں نے جو مجلس عمل قائم کی تھی۔ آپ کو اس کا صدر بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر آپ نے پیرانہ سالی، بیماری، ضعیفی اور معذوری کے باوجود ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جس جرأت و ہمت اور محنت و لگن سے ملک و ملت کی خدمت اور رہنمائی کی اس کی اس دور میں مثال نہیں ملتی۔ آپ نے عرب اخبارات و رسائل میں تحریک ختم نبوت کی خبریں اور مرزائیت کے بارے میں مضامین اشاعت کے لیے ارسال کیے۔ ان خبروں اور مضامین کی اشاعت سے عالم عرب میں قادیانیت کے خلاف سخت ردعمل ہوا اور حکومت پاکستان پر عرب حلقوں سے دباؤ پڑنے لگا۔ کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم یہ سارا کام نہایت خاموشی کے ساتھ کرتے رہے۔ انہیں نمائش اور ستائش سے سخت نفرت تھی۔ بالآخر خدا خدا کر کے قادیانیوں کو سرکاری اور حکومتی سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا۔ مولانا مرحوم کا یہ کارنامہ برصغیر کی تاریخ بلکہ اسلامی تاریخ کا عظیم اور اہم واقعہ بطور یادگار رہتی دنیا تک قائم دائم رہے گا ــــ والحمد للہ علی ذالک۔

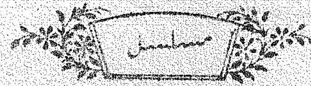
مولانا مرحوم نے فتنہ انکار حدیث کو دبانے میں مؤثر کردار ادا کیا۔ اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریف دین کے فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے سخت تردید کی اور مسلمانوں کو اس جدید فتنہ سے بچا لیا۔

مولانا بنوری مرحوم صرف شریعت ہی کے جامع نہ تھے بلکہ وہ طریقت و تصوف میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ آپ کو تھانہ بھون کی خانقاہ سے خلافت کا اعزاز بھی عنایت کیا گیا۔ اس کے بعد پھر آپ نے مکہ مکرمہ میں حضرت مولانا محمد شفیع الدین مہاجر مکیؒ خلیفہ مجاز حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

(باقی ۱۸ پر)

افادات محمود

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود زید مجدہم کے ارشادات



ضبط و ترتیب ــ مولوی محمد یوسف خان

تفصیل فرق اربعہ اور طریقہ تردید

قرآن مجید میں مخاصمہ کی آیات کا تعلق فرق اربعہ کے ساتھ ہے۔ یعنی یہود، نصاریٰ، منافقین، مشرکین۔

اقسام مخاصمہ

اور ان کے ساتھ مخاصمہ کی دو قسمیں ہیں :

اول : اس عقیدہ باطلہ کو ذکر کیا جائے اور بعدہٗ اس کی قباحت و شناعت

صراحۃً بتلائی جائے اور پھر اس پر انکار کا بھی ذکر ہو۔

دوم : فرق باطلہ کے جو شبہات ہیں۔ یعنی ایسے شبہات جو کہ المتشکلہ بشکل الدلائل ہوں (یعنی محض ہٹ دھرمی نہ ہوں) ان کو پہلے ذکر کیا جائے۔ پھر ان شبہات کو دور کرنے کے لیے قرآن خود دلائل دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر دلائل کی دلائل سے تردید کی جاتی ہے۔

فرقہ اولیٰ ۔ مشرکین

مشرکین اپنے آپ کو حنفاء کہتے تھے اور مدعی تھے ملت ابراہیمیہ کے اتباع کے۔

حنیف کہتے ہیں وانتم ملۃ ابراھیم حنیفا کے مصداق یہ دین ابراہیمی کا متبع ہو۔ اور دین ابراہیمی کی چند ایک خصوصیات تھیں۔

مثلاً حج بیت اللہ، استقبال بیت اللہ فی الصلوٰۃ غسل جنابت، ختنہ کرانا اور مشرکین بھی ختنہ کراتے تھے۔ چنانچہ جب ہرقل کے پاس یہ اطلاع پہنچی کہ ایک ختان قوم اس کو مغلوب کرے گی جو کہ اس نے بالنجوم معلوم کیا تھا۔ تو اس نے لوگوں سے پوچھا من یختتن۔ چونکہ ہرقل نصرانی تھا۔ لہٰذا وہ جانتا تھا کہ نصاریٰ ختنہ نہیں کراتے تھے۔ بہرحال لوگوں نے جواب دیا کہ قریش مکہ۔ (یاد رہے کہ قریش مکہ مسلمان نہ تھے اور جواب دینے والے ابوسفیان اس وقت خود بھی مسلمان نہ تھے بلکہ مشرکین میں سے تھے۔

اور ان خصوصیات میں سے یہ بھی تھا کہ تعظیم بیت اللہ بھی مشرکین کرتے تھے۔ نیز تحریم الاشھر الحرام بالقتال والذبح فی الحلق فی النحر فی اللبۃ اور محرمات نسبی و رضاعی کا بھی انکار نہ کرتے تھے۔

تو ان امور کی وجہ سے مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں۔ حالانکہ انہوں نے نماز وغیرہ کو چھوڑ دیا۔ صوم من طلوع الفجر الی الغروب کو برباد کر دیا تھا۔ صدقۃ علی الیتامیٰ اعانات الی النوائب الحق حادثات میں مدد کرنا۔ ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا تھا۔

کیا یہ سب چیزیں دین ابراہیمی میں تھیں جن پر مشرکین عمل نہ کرتے تھے، تو اس کی دلیل میں روایت ذکر کرتا ہوں۔ کہ جب آپ غار حرا سے تشریف لائے تو فرمایا۔ زملونی زملونی انی خشیت علی نفسی۔

تو صفات خدیجہؓ نے عرض کیا:

کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتقری الضیف وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتعین علی نوائب الحق۔ (الحدیث)

ابھی تو دین کا آغاز ہوا تھا۔ اور ایسے احکام بھی نازل نہ ہوئے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ تمام باتیں دین ابراہیمی کی تھیں۔

اور بخاری کی ایک اور روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ ابوبکرؓ مشرکین سے تنگ آکر مکہ سے باہر جا رہے تھے کہ وہاں کا سردار ابن دغنہ مل گیا تو پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہاں تو کوئی بات بھی نہیں کرنے دیتے ہیں۔

تو ابن دغنہ نے کہا:

مثلک لا یخرج انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق (الحدیث)

ابن دغنہ نے تو وہی صفات بیان کیں جو حضرت خدیجہؓ نے بیان کی تھیں۔ تو معلوم ہوا کہ دین ابراہیمی کی یہ ایک باتیں تھیں۔ ورنہ ان کا مدح کیسے ہوتا۔ تو یہ سب دین ابراہیمی کے شعار تھے۔ لیکن مشرکین مکہ [illegible] ملت ابراہیمی نے ان کو ترک کر دیا تھا۔

اسی طرح چوری و زنا حرام تھا لیکن قریش مکہ اس پر عمل کرتے تھے۔

مشرکین مکہ اللہ کو مدبر اعظم اور خالق مانتے تھے

اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ خالق ارض وسماء اللہ ہے اور مدبر اعظم اللہ ہے اور یہ بھی عقیدہ تھا کہ اللہ رسول بھیجتا ہے اور ملائکہ عباد اللہ المقربون ہیں۔

مشرکین مکہ نے بتوں کو محدود اختیارات دئے تھے

لیکن مشرکین مکہ نے ان باتوں کو تبدیل کر دیا تھا۔ اور شبہات پیدا کر کے مشرک بن گئے کہ باقی امور میں بتوں سے سوال کرتے تھے لیکن یہ یقین نہ تھا کہ [illegible] تو [illegible] وعافیت [illegible] لیکن شفاء مریض کا تعلق بتوں سے کر دیا۔ رزق کا دینا بھی بتوں سے منسلک کر دیا۔ تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ ان بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے۔ اور تدبیری امور میں بھی شریک نہ کرتے تھے اور یہ بھی یقین تھا کہ اللہ جب فیصلہ کرتا ہے تو بتوں کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بتوں کے اختیارات محدود تھے۔

لیکن یہ مشرکین مکہ صفات العباد کو اللہ کے ساتھ اور صفات اللہ کو عباد کے ساتھ ثابت کر کے شرک کرتے تھے اور کبھی کہتے کہ ہماری اولاد ہے تو خدا کی کیوں نہ ہوگی۔ لہٰذا ملائکہ کو بنات اللہ کہا۔ اس طرح خلط کر کے شرک کیا۔

آج کے مشرک کا شرک غیر محدود ہے

میرے خیال میں آج کل شرک مشرکین والا تو نہیں کہ یہ اللہ کو بھی مانتے ہیں لیکن بہت سے کام غیر اللہ کے سپرد کئے ہیں۔

انہی کی کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک بزرگ کی ایک مریدنی تھی۔ اس کا بیٹا مرگیا تو مریدنی آپ کے پاس آئی اور کہا کہ میرے بیٹے کو واپس دلاؤ اور بہت اصرار کیا —— تو کتاب میں لکھا ہے کہ عزرائیل جا رہے تھے اور ارواح ان کی زنبیل میں تھیں —— تو بزرگ نے ان سے کہا اس کو واپس کر دو۔ اللہ کا حکم ہے القصہ اس بزرگ نے عزرائیل سے وہ زنبیل لے کر پھینک دی۔ تو جتنی ارواح زنبیل میں تھیں وہ سب انسان زندہ ہو گئے۔

تو عزرائیل جب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے تو سارا ماجرا بیان کیا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ دیکھو وہ پیچھے تو نہیں آرہا۔ تو عزرائیل نے نے کہا کہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر وہ آجاتا تو آدمؑ تک کی ارواح کو چھڑا کر لے جاتا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) معلوم ہوا کہ

معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ کا عقیدہ اس سے نرم تھا۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ مشرکین کا رد آج بھی جاری ہے۔ کبھی تخلف نہ ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

طریقہ تردید مشرکین

ان کے بارے میں آیات مناصمہ کے اندر شرک کے عقائد باطلہ پر رد کیا گیا ہے۔

فرقہ ثانیہ یہود

وہ فرقے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ان میں سے دوسرا فرقہ یہود کا ہے جو کہ تورات پر ایمان لائے۔ ان کی گمراہی یہ تھی کہ وہ تورات میں تحریف کرتے تھے۔ تحریف لفظی اور تحریف معنوی اور تورات کی آیات کا کتمان (چھپایا) کرتے تھے۔ اور ایسی آیات جو کہ تورات کی آیات نہ ہوتی تھیں۔ اختراع کرکے تورات سے الحاق کرتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اخلاق سئیہ کے مرتکب ہوتے تھے۔

تحریف لفظی سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک آیت کے معانی محتملہ میں سے ایسا معنی متعین کرتے تھے جو یقیناً اس آیت کی مراد نہ ہوتی تھی۔

یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک متدین فاسق ہوتا ہے جو کہ دین موسیٰ کو عقیدۃً قبول کرتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا۔ اس کی سزا خلود فی النار (یعنی آگ میں ہمیشہ رہنا) تو نہیں۔ البتہ آگ میں ڈال کر پھر نکال لیا جائے گا۔ یعنی چند دنوں کے لیے رہیں گے پھر نکال لیے جائیں گے یہ بات وہ صرف یہود کے ساتھ مختص کرتے تھے جس کا ذکر قرآن مجید نے وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ الآیہ سے کیا ہے۔

اور دوسرا شخص جاحد کافر ہے۔ اس کی سزا خلود فی النار ہے۔

آج کے یہود

آج اس زمانے میں اگر آپ ان کی مثال دیکھنا چاہیں یعنی جو خرابیاں یہود میں تھیں جو ضلالات یہود میں تھے وہی آج آپ علماء سوء میں دیکھ سکتے ہیں۔

یہ علماء سوء بالکل یہودیوں کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں [illegible]

قرآن کے احکام میں تحریف کرتے ہیں۔

یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا [illegible]

[illegible] قرآن کی عبارات کو کھینچ تان کر مرتب کرتے ہیں صرف چند ٹکوں کے عوض وہ عجیب عجیب مسائل قرآن و حدیث سے استدلال کرکے اختراع کرتے ہیں۔ درحقیقت ان میں یہ خرابی حرص سے پیدا ہوتی ہے حب مال، حب جاہ کے مرض میں گرفتار ہوتے ہیں۔

ایسے علماء آپ کو کافی مل سکتے ہیں جن کے پاس اگر آپ جائیں اور نذرانہ پیش کریں تو جس قسم کا فتویٰ چاہیں لے لیں اور یہ لوگ اس فن میں اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ بالکل واضح اور بدیہی غلطی کا ارتکاب کرکے قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں ایک وقت ایسا آیا تھا کہ [illegible] کے علماء حب مال اور حرص کے جذبہ کے تحت حکومت کی حمایت کرکے قرآن سے استدلال کرتے تھے۔ اور وہ آیات اور وہ حدیثیں جو خلیفہ یا امیر المومنین کے بارے میں ہوتی ہیں ان کو موجودہ حکمرانوں پر مرتب کرتے تھے۔ لہٰذا اطاعت امیر کی آیات "واطیعوا [illegible]" اور "واولی الامر منکم" جیسے احکام ان پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے تھے اور پھر صاف کہتے تھے کہ اس موجودہ حکومت کو بھی ولایت عامہ حاصل ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس حکومت سے کچھ فوائد حاصل کریں تو یہ حب مال کی بیماری تھی یا حب جاہ کی۔

لہٰذا اگر آپ اس زمانے کے یہودیوں کی نقشہ دیکھنا چاہیں جن پر قرآن نے اعتراضات عائد کیے ان پر کثرت سے رد کیا۔ تو انہی صفات کو علماء سوء میں بڑی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔

یہود کی خصلت کتمان آیت اور موجودہ علماء سوء

جہاں تک کتمان آیات تورات کا مسئلہ ہے تو آپ نے احادیث میں پڑھا ہوگا کہ رجم کی آیات تورات میں موجود تھیں۔ لیکن یہود نے رجم کو بالاجماع ترک کر دیا تھا اور خود ہی انہوں نے رجم کے قائم مقام [illegible]

(نمائندہ لولاک)

حضرت مولانا محمد سید یوسف بنوری

ایک تاثر —— ایک تاریخ —— ایک تحریک

۱۹۷۴ء میں مرزائیوں نے ربوہ ریلوے سٹیشن پر جو شرارت کی۔ اس کے ردِ عمل کے طور پر تحریکِ ختمِ نبوت نے جنم لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ تحریک پورے ملک میں پھیل گئی۔ اس تحریک کو جس استقلال و ہوشمندی اور خلوص و جرأت سے "مجلس عمل" نے کامیابی تک پہنچایا اور تاریخ میں کہ یاد ہوگا کہ اس مجلس عمل کی قیادت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کے ہاتھ میں تھی۔ شیخ بنوری کا سوزِ دروں اور ان کی شبانہ روز جد و جہد تاریخ عزیمت کا لافانی باب ہے۔ اللہ کرے کہ اس داستان کو کوئی بالغ نظر سپردِ قلم کر دے —— انہی دنوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے آرگن ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد کے نمائندہ خصوصی نے شیخ سے انٹرویو لیا وقت گزرنے کے باوجود اس انٹرویو میں ابھی تک تازگی موجود ہے۔ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں وہ انٹرویو پیش کر رہے ہیں۔ رب کریم شیخ علیہ الرحمہ کے فیضان سے ملت کو مسلسل فائدہ پہنچاتے رہیں۔

(ادارہ)

سر پر کپڑے کی اُجلی گول ٹوپی، کاندھے پر سفید رومال، کھلا ماتھا، میانہ قد، روشن اور متحرک آنکھیں جن میں تدبر کی کرنیں جھلک رہی ہیں۔ چہرے پر گزرے ماہ و سال کے نقوش نمودار کرتے پرچیہ نما سفید کوٹ زیبِ تن کئے دو ٹوک اور کھری کھری بات کرنے کے عادی، آواز میں سنجیدگی اور متانت کا آہنگ، دینی علوم کے جید عالم جن کے تبحرِ علمی کی دھاک برِصغیر پاک و ہند کے علاوہ سارے عالمِ اسلام میں بیٹھی ہوئی ہے۔ عربی زبان جن کا اوڑھنا بچھونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی حفاظت جن کی زندگی کا نصب العین ہے۔ یہ ہیں مرکزی مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کے صدر حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم۔ اس گئے گزرے دور میں آپ کا وجود مبارک ارشت

ہے کہ آپ مختلف الخیال اور متحارب نظریات کے حامل سیاسی اور دینی رہنماؤں کی قیادت کر رہے ہیں۔ اور گزشتہ چار مہینوں سے تحفظِ ختمِ نبوت کا قافلہ حضرت بنوری کی قیادت میں کامیابی کی منزل کی طرف کسی سیاسی آویزش اور تصادم کے بغیر بڑے وقار اور تمکنت سے رواں دواں ہے۔ یہ مسئلہ ختمِ نبوت کی برکت اور حضرت بنوری کی بصیرت کا ثمر ہے کہ آپ کو ملک کی تمام سیاسی دینی جماعتوں اور پیشواؤں کی غیر مشروط تائید و حمایت اور بھرپور تعاون حاصل ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ صحیح معنوں میں اسی اعتماد کے اہل تھے۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ حضرت بنوری کو ملک کے دینی و سیاسی رہنماؤں اور علمائے عظام کا بھرپور

عقیدت حاصل ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ صحیح معنوں میں اس اعتماد کے اہل تھے اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ حضرت بنوری پر ملک کے دینی و سیاسی رہنماؤں اور پیران عظام کے بھرپور اعتماد کو ٹھیس پہنچانے اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر کو بدنام کرنے کے لیے گزشتہ دنوں ایک خاص فرقہ کے لوگوں نے "فدایانِ رسول" نامی نام نہاد تنظیم کے نام پر لاکھوں روپے خرچ کرکے ایک مہم چلائی لیکن حضرت بنوری پر مسلمانوں کے بے پناہ اعتماد نے اس کا سختی سے نوٹس لیا اور مخالف منہ کی کھا کر رہ گئے۔ حضرت بنوری نہ صرف مجلس عمل کے صدر ہیں بلکہ کل پاکستان مجلس تحفظِ ختم نبوت کے حال ہی میں امیر بھی منتخب ہوئے ہیں۔

آپ ان علما کے جانشین ہیں جنہوں نے برطانوی اقتدار سے مسلسل معرکہ آرائیاں کرکے اسے اپنے لافانی عزم سے شکست دے دی اور سامراجی قوتوں کو نیچا دکھا کر وطن کی آزادی کا پرچم سربلند کیا تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ علما کے اس طبقہ کی کوششوں اور پیہم جد و جہد سے ملک بھی آزاد ہو گیا اور مسلمانوں کا فکری اثاثہ بھی محفوظ رہا۔ فرنگی سازشوں کے تار و پود بکھر گئے اور قوم نے صدیوں کی غلامی کے بعد آزادی کا سانس لیا لیکن اس مقام پر ایک بات کا ذکر ہماری تاریخ کا بہت بڑا حادثہ ہے کہ وطن کو غیروں کے اقتدار سے نجات دلاتے ہوئے قوم کے رہنماؤں کو بعض سامراجی فتنوں سے دوچار ہونا پڑا جو سامراجی قوتوں نے اپنی مخصوص استعماری مصلحتوں کے تحت برپا کر دیے تھے۔ برِصغیر پاک و ہند میں قادیانیت کا پودا انگریز کی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔ اس نے ملت کی دینی قیادت کو کمزور کرنے اور مسلمانوں کے قومی تشخص کو نقصان پہنچانے کے لیے ختم نبوت جیسے بنیادی عقیدہ پر مرزا غلام احمد کے ذریعہ کاری ضرب لگائی لیکن اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ان علماء پر جنہوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے دن رات ایک کر دیا اور انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں حضورؐ کی ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہے۔ برِصغیر پاک و ہند میں مرزائی فتنہ کو کچلنے کے لیے سب سے اونچا نام اور وقیع جد و جہد سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ہے۔ جن کو حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے امیر شریعت کا لقب عطا کیا اور انہوں نے ساری زندگی حضورؐ کی ختم نبوت پر قربان کر دی۔ [illegible]

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے بستی بستی حضورؐ کی ختم المرسلینی کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اس مبارک سلسلہ میں یکے بعد دیگرے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا لعل حسین اخترؒ، حضرت درخواستی اور مولانا محمد حیات کے اسماء گرامی آتے ہیں۔ جنہوں نے استعماری فتنے کی سرکوبی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا کر ساری زندگی اس کے خلاف لڑتے رہے۔ کچھ عرصہ پہلے پاکستان کے تمام علماء نے متفقہ طور پر حضرت علامہ مولانا محمد یوسف کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر منتخب کر لیا اور خود آپ کے الفاظ میں ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ اس عظیم ذمہ داری سے کس طرح عہدہ برآ ہوں گے کہ امتحان کا وقت آ پہنچا اور ملک میں استعمار کے ایجنٹوں نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ حضرت بنوریؒ نے اس فتنہ سے نجات دلانے کے لیے پوری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جانے کی اپیل کی۔ یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ سانحہ ربوہ کے بعد کسی مصلحت اور تخصیص کے بغیر ہر مکتب فکر کے علماء اور رہنما ختم نبوت کے سٹیج پر پہنچ گئے اور آج وہ حضرت بنوریؒ کی قیادت میں قادیانی فتنہ کے لیے خطرے کی تلوار بن چکے ہیں۔

امت کے رہنماؤں نے سانحۂ ربوہ کے بعد قادیانی فتنہ کے خلاف اجتماعی طور پر آواز بلند کرنے کے لیے مرکزی مجلس عمل کے تحت قوم کو پکارا۔ اس پکار میں سب سے باوقار اور نمایاں آواز حضرت بنوریؒ کی ہے جو پیرانہ سالی میں کمزوری اور ضعف کے باوجود سارے ملک میں مجلس عمل کے تحت قوم کو اس فتنہ کے عزائم اور عقائد سے خبردار کر رہے ہیں۔ لائل پور میں مولانا بنوری مجلس عمل کی دوسری مرکزی میٹنگ اور پھر ضلع لائل پور کے کنونشن میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ دونوں مرتبہ آپ نے مخصوص نشستوں میں خطاب کے علاوہ جامع مسجد کے یادگار جلسوں میں لائل پور کے مسلمانوں سے اپنے مخصوص اور دلپذیر انداز میں مسئلہ ختم نبوت پر خطاب فرمایا "لولاک" نے حضرت بنوری کے مشن اور ذاتی حالات و خیالات سے اپنے قارئین کو آگاہ کرنے کے لیے حضرت بنوری سے مختلف اوقات میں اس سلسلہ میں گفتگو [illegible]
[illegible]

تھی کہ اس وقت قوم کو باتوں کی نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ ہمیں اب جوش بھری تقریروں کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ ہم اپنے ایمان کی قوت اور بصیرت سے اس پاک وطن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو اس فتنے سے بچانے کی آخری اور کامیاب کوشش کریں۔ ہمیں ہر کوشش کرتے ہوئے صبر اور ہوش کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ہم چونکہ ایک دینی جماعت کے پلیٹ فارم سے قوم کے لازوال اعتماد پر عمل کے میدان میں آئے ہیں۔ اس لیے ہم کسی کو کبھی اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہماری جد و جہد سے کوئی سیاسی فائدہ اٹھائے۔ آپ نے فرمایا اس وقت ملک انتہائی سنگین خطرات سے دوچار ہے اور استعماری قوتوں کے ایجنٹوں نے بیک وقت ہمارے دین اور وطن کو چیلنج کر کے ہماری غیرت کو للکارا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس چیلنج کا نہایت ہوشمندی اور عقلمندی سے جواب دیں گے۔ اور وہ کوئی سا میدان منتخب کر لیں۔

اب شکست ہمارے دشمنوں کا مقدر بن چکی ہے۔ انہیں اب اسمبلی کے ایوان میں اور اس ملک کے گلی کوچوں میں ایک اقلیت کی حیثیت سے گزر بسر کرنے کی اجازت تو دی جا سکے گی لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہمیں مسلمان کا روپ دھار کر نقصان پہنچاتے رہیں۔ کیا اس جد و جہد میں حکومت سے تصادم کریں گے ؟

آپ نے بغیر کسی توقف کے فرمایا حکومت ہماری فریق نہیں۔ ہم سیاسی مسائل نہیں سلجھ رہے بلکہ ایک خالص دینی مسئلہ پر پوری امت کی تائید سے عمل کے میدان میں آئے ہیں۔ ہم دیانت داری کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ قادیانی فتنہ خود پاکستان اور ہر اس حکومت کے لیے جو ذرہ برابر بھی دین و مذہب کا نام لیتی ہے خطرہ ہے۔ وہ اس ملک کی سالمیت کے دشمن ہیں ان کا عالم اسلام کے بدترین دشمن اسرائیل سے راہ و رسم ہے۔ انہوں نے ہر نازک موقعہ پر پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنے کے منصوبے [illegible]

مسلم نہیں کرتے اور جلد یا بدیر ارض پاک کو اکھنڈ بھارت میں تبدیل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اسی طرح وہ عالم اسلام کے خلاف یہودیوں کے جاسوس ثابت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے حضور کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ اور وہ ایک ایسی مملکت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے بارے میں ایسی دیدہ دلیری سے وہ باتیں کرتے ہیں جو کوئی باغیرت مسلمان برداشت نہیں کر سکتا، وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے اسلام اور مسلمانوں کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ اس سے ہم یہ باور کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قادیانی اسلام کے غدار اور پاکستان اور عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ ان کو اقلیت قرار دلوانے کے لیے ہم حکومت سے تصادم چاہتے ہیں یا نہیں۔ سو جناب ہم اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ قادیانیوں کی شروع سے یہ کوشش چلی آئی ہے کہ جب بھی ختم نبوت کا مسئلہ تحریک کی صورت میں اٹھے۔ علماء کو حکومتِ وقت سے لڑا دیا جائے تاکہ مسئلہ کھٹائی میں پڑ جائے، لیکن اس مرتبہ پوری قوم جانتی ہے کہ ہم نے مخالفت اور لڑائی کا رُخ مرزائیوں کی طرف رکھا ہے۔ ہم حکومت کو ہرگز فریق نہیں سمجھتے اور حکومت کو بھی ہوش اور عقل سے کام لیتے ہوئے ہمارے ساتھ جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ حکومت اگر سواد اعظم کے مطالبات کو تسلیم کرتی ہے تو اس میں خود اس کا بھلا ہے۔ یہ بات عدالت کے ریکارڈ پر آ چکی ہے کہ مرزائیوں نے وزیر اعظم بھٹو کو قتل کرنے کی سازش کی تھی اور یہ سازش صرف اس لیے کی گئی تھی کہ بھٹو صاحب کی حکومت نے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں صدر اور وزیر اعظم کے حلف میں ختم نبوت پر ایمان اور یقین کو لازمی قرار دے دیا ہے۔ یہی چیز مرزائیوں کو شروع دن سے پریشان کر رہی ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح موجودہ آئین کو کالعدم قرار دینے کے لیے کھڑاگ رچاتے ہیں۔ اب وہ ملک میں ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت کا مسئلہ التوا میں پڑ جائے۔ لیکن مجلس عمل کا فیصلہ ہے کہ اس بار جھوٹی نبوت کا معاملہ طے کر دیا جائے گا اور قادیانیوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

تشدد کی کارروائیاں اس بات کی دلیل نہیں کہ تحریک کو دبایا جا رہا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضرت بنوری نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں ملک کے مختلف حصوں میں پولیس نے قابلِ مذمت رویہ اختیار کیا ہے اور علماء، طلبا اور شریف شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے اور پُرامن شہریوں پر زیادتی کی گئی ہے۔ عام جلسوں اور مظاہروں پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اخبارات پر سنسر بٹھا دیا ہے اور تحریک کو کمزور کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود یہ امر مسرت کا باعث ہے کہ باغیرت مسلمانوں نے دینی حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے تشدد کا حوصلے اور صبر سے مقابلہ کیا ہے اور تحریک کو آگے بڑھایا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضورؐ کی محبت میں ہمیں جس قسم کی مشکلات کا مقابلہ بھی کرنا اور جن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا وہ سب ہمارے لیے آخرت کا توشہ بن جائیں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کو ہمیشہ تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی سید المرسلین کی سنت بھی یہی ہے کہ راہِ حق میں تکلیفیں صبر اور ہمت سے برداشت کرتے چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ کامیابی کے دروازے خود بخود کھول دے گا۔

حضرت گزشتہ دنوں آپ کے خلاف اخبارات میں "کردار کشی" کی جو مہم چلائی گئی آپ کا تاثر اس بارے میں کیا ہے؟

مولانا بنوری نے فرمایا:- یہ مہم اصل میں میرے خلاف نہیں تھی۔ مخالفین مجلسِ عمل کے صدر کے بارے میں جھوٹی باتیں پھیلا کر مجلسِ عمل کے پروگرام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے لیکن آپ نے دیکھا کہ اشتعال انگیز پراپیگنڈے کے باوجود ہم حضورؐ کی ختمِ نبوت کی حفاظت کے مقدس مشن میں لگے رہے اور دشمن رسوا ہوئے۔

مولانا آپ نے کبھی پاکستان کی ملکی سیاسیات میں حصہ لیا؟

حضرت بنوریؒ نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ پاکستان بننے سے پہلے بلکہ قراردادِ پاکستان منظور ہونے سے بھی بہت پہلے یعنی ۱۹۳۱ء، ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۳ء میں جمعیت علمائے ہند کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کیا تھا۔ اس کے بعد عملی حیثیت سے ہمیشہ کے لیے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

آپ پاکستان کب تشریف لائے اور کس حیثیت سے؟

آپ نے فرمایا:- ۱۹ جنوری ۱۹۵۱ء کو، انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ انہوں نے بھارتی پاسپورٹ کبھی نہیں لیا۔ پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مسٹر شاہ جہان نے انہیں پاکستان کے شہری کی حیثیت سے پاکستان آنے کا پرمٹ دیا تھا۔

آپ کی تصنیفات اور تالیفات کی تعداد کیا ہے۔ آپ کی تصانیف کس زبان میں ہیں؟ اور کس کس موضوع پر ہیں۔؟

علامہ موصوف نے فرمایا:- میری ساری کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ میری ایک کتاب "بغیۃ الاریب فی احکام القبلۃ والمحاریب" ہے جو آج سے ۳۸ سال پہلے مصر میں شائع ہوئی تھی۔ میری ایک اور کتاب جس کا نام "نفحۃ العنبر فی حیاۃ الشیخ انور" ہے۔ ایک کتاب اور ہے "یتیمۃ البیان فی مشکلات القرآن"۔ یہ کتاب آج سے چالیس سال پہلے دہلی میں شائع ہوئی تھی۔ اب ان کے علاوہ میری ایک کتاب "عوارف المنن مقدمہ معارف السنن" مصر میں زیرِ طبع ہے۔ علامہ نے عالمانہ انکسار سے کام لیتے ہوئے فرمایا۔ میری تصانیف اور تالیف معدودے چند ہیں۔ میری سب سے بڑی کتاب "شرح معارف السنن" ہے جو چھ جلدوں اور ۳۰ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے اس مدرسہ کو جسے اگر دار العلوم کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اس وقت کتنے تشنگانِ علم سیراب ہو رہے ہیں؟

علامہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تین سو پچاس طالب علم تو ایسے ہیں جو یہیں رہتے بھی ہیں اور درس بھی حاصل کرتے ہیں اور ۱۶۰ طالب علم ایسے ہیں جو درس تو یہاں لیتے ہیں مگر رہتے ہیں اپنے گھروں پر۔ اس وقت اس مدرسہ میں دُنیا کے ۲۶ ملکوں کے طالب علم زیرِ تعلیم ہیں۔ نیویارک، لندن، پیرس، نیوزی لینڈ، یوگنڈا، نائجیریا، جنوبی افریقہ، برما، انڈونیشیا، سیلون، سیام، مدینہ، ایران وغیرہ کے باشندے ہیں۔ غیر ملکی طلباء کی تعداد ۳۰ کے قریب ہے جن میں ایران کے ۱۳ طالب علم ہیں۔ ان سب کو ۲۶ اساتذہ درس دیتے ہیں۔ سب کے سب فضل و کمال کا پیکر ہیں۔ ان افاضل میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شیخ الحدیث اور مہتمم مولانا محمد اسحٰق صدیقی

بھی شامل ہیں جو انگریزی، عربی اور اُردو تینوں زبانوں کے مصنف ہیں۔ اس درس گاہ میں حدیث، فقہ اسلامیہ اور دعوت و ارشاد میں ڈاکٹریٹ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ فارغ التحصیل طلبہ کو جو مذکورہ بالا شعبوں میں سے کسی ایک میں ڈاکٹر بننا چاہیں دو سال تعلیم حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں انہیں بیس سے تیس ہزار صفحات تک کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے مبسوط مقالہ سپردِ قلم کرتے ہیں، جس کی جانچ پڑتال علماء کرتے ہیں۔ اگر ان کا معیار اس کے مطابق ہوتا ہے تو انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جاتی ہے اور طلبا کے علمی کارناموں اور نگارشات کے معیار کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ بنوریؒ نے بتایا کہ جب جامع ازہر کے شیخ الجامعہ ڈاکٹر عبدالحلیم محمود یہاں تشریف لائے اور انہوں نے ہمارے طالب علموں کی تحریر کردہ بعض کتب کا مطالعہ کیا تو وہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے ان کتابوں کو مصر میں شائع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

ایک ضمنی سوال کے جواب میں علامہ نے یہ بھی بتایا کہ میرے مدرسے میں تمام دینی علوم اور عربی زبان و ادب کا درس دیا جاتا ہے۔

علامہ بنوریؒ نے میرے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ مدرسہ میں تصنیفی کام کے لیے ایک دارالتصنیف قائم کیا گیا ہے جس میں سرِدست چار مصنف کام کر رہے ہیں۔ یہ دارالتصنیف عربی اور اردو دونوں زبانوں میں کتابیں تیار کر رہا ہے۔

میرے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ اب تک اس مدرسے سے تقریباً پانچ سو طلباء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جن میں سو کے قریب غیر ملکی طلبا ہیں۔ یہ مدرسہ ۱۹۵۳ء میں قائم ہوا تھا۔

میرے ایک ضمنی سوال کے جواب میں علامہ بنوری نے فرمایا۔ میری زندگی کے دو ہی اہم مشغلے ہیں۔ تصنیف و تالیف اور درس و تدریس۔

انہوں نے مدرسہ نیو ٹاؤن کراچی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ مدرسہ اور یہی مسجد میری سرگرمیوں کے سب سے بڑے مرکز ہیں۔ یہی میری دنیا ہے اور میں اسی حصار میں گھرا رہتا ہوں۔ درس و تدریس سے فارغ ہو کر تصنیف و تالیف میں لگ جاتا ہوں۔

وا افسوس کہ یہ سب ادارے شیخ کی سرپرستی سے محروم ہو گئے۔

بقیہ: موت العالِم موت العالَم

آخری وقت تک یہ جامع شریعت و طریقت دینی فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ نبھاتا رہا۔ خدا کی شان دیکھیے کہ یہ عاشق رسولؐ، پروانۂ ختم نبوت، اپنی حیات کے آخری لمحات میں بھی اسلام کی خدمت کرتے ہوئے دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔ وہ پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے سفارشات مرتب کرنے اور مفید مشورے دینے کے لیے اسلام آباد گئے تھے۔ اسی عظیم ترین مشغولیت اور مصروفیت کے دوران دل کا دورہ پڑا۔ چند لمحوں میں مرحوم نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ فرحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ

آپ واقعتہً سچے عاشق رسولؐ بلکہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔ اس بات کا اندازہ بآسانی درج ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ عرصہ دراز سے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کیا کرتے تھے۔ عید کی نماز [illegible] کر پھر واپسی پر عمرہ کر کے کراچی آتے تھے۔

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

مولانا مرحوم کی وفات حسرت آیات امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم سانحہ و حادثہ ہے۔ آپ کی وفات سے ملک و ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ آپ کے وصال سے ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا آسان نہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی خصوصی رحمت و مغفرت سے نوازے اور جسمانی روحانی اولاد کو صبرِ جمیل اور اجر جزیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بد عمل حکمران

کے عنوان سے پچھلے شمارہ میں جو گراں قدر مضمون شائع ہوا تھا۔ وہ حضرت مولانا قاری غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین لاہور نے تحریر فرمایا تھا۔ (ادارہ)

حقوق الاسلام

مرسلہ: ابو المظفر ظفر احمد قادری

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ نقلاً و عقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے جن میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے حقوق ہیں۔ بعض دینی اور بعض دُنیوی ہیں۔ پھر دُنیوی میں بعض حقوق اقارب کے ہیں اور بعض اجانب کے، اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں بعض عام مسلمانوں کے۔ بعض اپنے سے بڑے کے، بعض چھوٹوں کے، بعض برابر کے درجہ کے لوگوں کے ہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور بوجہ بے علمی کے اکثر لوگوں کو حقوق کی اطلاع بھی نہیں۔ اس لیے دِل چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے تو اُمید فائدہ کی ہے۔ چونکہ قاضی ثناء اللہ صاحب کا رسالہ حقیقتِ اسلام جس کا حوالہ حضرتؒ نے فروعِ ایمان میں دیا ہے اس مضمون میں کافی و وافی تھا۔ اسی لیے اُسی کا خلاصہ کر دینا کافی سمجھا۔ البتہ بعضے مضامین کہیں کہیں بہ ضرورت بڑھائے گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں اور اس کا نام حقوق الاسلام رکھتا ہوں اور اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

فصل اوّل:۔ حقوق اللہ تعالیٰ کے سب سے اوّل بندہ پر اللہ جلّ شانہٗ کا حق ہے جس نے طرح طرح کی نعمتیں (پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی) ایجاد و ابقا کی عنایت فرمائی۔ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے۔ ہدایت پر عمل کرنے کے صلہ میں نعمتوں کی اُمید دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) ذات و صفات کے متعلق موافق قرآن و حدیث کے اپنا اعتقاد رکھے۔ (۲) عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق میں جو اُن کی مرضی ہو اختیار کرے اور جو اُن کے نزدیک ناپسند ہو اُس کو ترک کر دیوے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا و مُحبّت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے۔ (۴) جس سے مُحبّت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغ (ترکِ احسان) کرے۔ سب اللہ کے واسطے کرے۔

فصل دوئم:۔ حقوق انبیاءِ کرام علیہم السلام:۔ چونکہ ذات و صفات و مرضیات و نامرضیاتِ الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہوئی ہے اور ان کے پاس ملائکہ وحی لائے۔ اسی طرح بہت سے دُنیوی منافع و مضار انبیاء کرام کے دریافت ہوئے، اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور باذنِ الٰہی ان کاموں کو انجام دیتے ہیں۔ اس لیے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق، حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہو گیا۔ بالخصوص سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلم کا احسان سب سے زائد ہم پر ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ وہ چند حقوق یہ ہیں:۔ (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھنا۔ (۲) تمام احکام میں آپؐ کی پیروی کرنا۔ (۳) آپؐ کی عظمت اور مُحبّت کو دل میں جگہ دینا (۴) اور آپؐ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔ حضرات ملائکہ کے حقوق یہ ہیں:۔ (۱) اُن کے وجود کا اعتقاد رکھنا۔ (۲) ان کو گناہوں سے پاک کہے (۳) جب اُن کا نام آئے تو علیہ السلام کہے۔ (۴) مسجد میں بدبودار چیز پیاز کھا کر جانے سے یا مسجد میں ہوا خارج کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے، اس سے احتیاط کرے اور بھی جن کاموں

...ے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے یا نفرت ہے۔ اُن سے
...حتراز لازم جانے، مثلاً تصویر رکھنا بلا ضرورت شرعی کُتّا پالنا،
جھوٹ بولنا۔ غسلِ جنابت میں سے پڑے بہنا کہ نماز بھی
...رباد ہو جائے۔ بلا ضرورت شرعی یا طبعی ننگا ہونا گو
...تنہائی ہو (مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد میں مولی
...یاز کچّا لہسن کھا کر آنا، تمباکو وغیرہ، اسی طرح مسجد میں مٹی
...کا تیل جلانے یا دیا سلائی جلانے سے بھی بد بو پھیلتی ہے۔
...س سے بھی اجتناب ضروری ہے)

فصل سوئم:۔ حقوق صحابہؓ کرام و اہل بیت عظام کو کیونکہ
حضور علیہ السلام سے خصوصی تعلق ہے، دینی بھی اور دنیاوی
بھی۔ اس لیے آپؐ کے حق میں اِن حضرات کے حقوق بھی
...اصل ہو گئے۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) اِن حضرات کی اطاعت
...رے۔ اِن حضرات سے محبّت رکھے (۲) اور اُن کے
...عادل ہونے کا یقین رکھے۔ (۳) ان سے محبّت کرنے والوں
...سے محبّت اور ان سے بُغض رکھنے والوں سے بُغض رکھے۔

فصل چہارم:۔ حقوق علماء و مشائخ:۔ چونکہ علماء ظاہر باطن
...رورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور مسند نشین
...یں۔ اس لیے ان کے حقوق بھی حضورؐ کے حقوق میں شامل ہو
...گئے۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) فقہائے مجتہدین و علمائے محدّثین
...اساتذہ و مشائخِ طریقت و مصنّفین و دینیات کے لیے
...دعائے خیر کرتا رہے۔ (۲) حسب قاعدہ شرعی ان
...اتباع کرے۔ (۳) جو اُن میں زندہ ہوں اُن سے
...تعظیم و محبّت سے پیش آئے (۴) حسب وسعت و ضرورت
...ان حضرات کی مالی خدمت بھی کرتا رہے۔ (۵) اُن سے
...بغض و مخالفت نہ کرے۔

فصل پنجم:۔ حقوق والدین:۔ یہ حضرات مذکورین تو دینی
...نعمتوں میں واسطہ تھے۔ اس لیے اُن کا حق لازم تھا۔ بعضے
...لیے دُنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں۔ اُن کا حق شرعاً ثابت ہے
...اً ماں باپ کہ انسان کی پیدائش کا ذریعہ ہیں، اِن
...کے حقوق یہ ہیں:۔ (۱) اُن کو ایذا نہ پہنچائے، اگرچہ اُن کی طرف
...سے کچھ زیادتی ہو۔ (۲) قولاً فعلاً اُن کی تعظیم کرے (۳) جائز کاموں
...میں اُن کی تعظیم کرے (۴) اگر اُن کو حاجت ہو تو مال سے
...اُن کی خدمت کرے۔ اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

فصل ششم:۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد اُن کے یہ
حقوق یہ ہیں:۔ (۱) اُن کے لیے دعاء مغفرت و رحمت کرتا رہے
(۲) نوافل و صدقات مالیہ کا ثواب اُن کو پہنچاتا رہے۔
(۳) اُن کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمت
بدنی و حسنِ اخلاق سے پیش آئے (۴) گاہ بگاہ اُن کی قبر کی
زیارت کرے۔

فصل ہفتم:۔ اجداد وغیرہ کے حقوق:۔ دادی دادا، نانا،
نانی کا حکم شرعاً مثل ماں باپ کے ہے۔ پس اِن کے حقوق
بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح خالہ اور ماموں
مثل ماں کے ہیں اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔
حدیث شریف میں اس طرح اشارہ ہے۔

فصل ہشتم:۔ (اولاد) جس طرح ماں باپ کے حقوق
اولاد پر ہیں۔ اس طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق یہ
ہیں:۔ (۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا کہ اولاد
اچھی پیدا ہو۔ (۲) بچپن میں محبّت کے ساتھ اُن کو پرورش
کرنا اور اولاد کو پیار کرنے کی فضیلت آئی ہے۔ بالخصوص
لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، اُن کی پرورش کرنے کی فضیلت
آئی ہے۔ اگر کسی دائی کا دودھ پلانا پڑے تو نیک دائی کا
پلائے۔ (۳) اُن کو علم دین سکھانا (۴) جب نکاح کے
قابل ہوں تو نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو
نکاح ثانی تک اپنے گھر رکھنا اور اس کا خرچ خوشی سے پورا
کرنا۔

فصل نہم:۔ دودھ پلانے والی کا حق بھی ماں کے برابر
آیا ہے۔ ادب سے پیش آئے، خدمت مالی بدنی کرے۔
اس کے شوہر کو مخدوم جاننا۔

فصل دہم:۔ سوتیلی ماں چونکہ باپ کے قرینے ہے اور
باپ کے دوست سے احسان کرنے کا حکم آیا ہے۔ اس
لیے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں، جو کچھ فصل ششم میں
مذکور ہوا ہے وہی کافی ہے۔

فصل یازدہم:۔ حدیث شریف میں ہے کہ بڑا بھائی مثل
باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے
ہے۔ پس ان میں باہمی ویسے ہی حقوق ہوں گے جو مابین
والدین اور اولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن
کو قیاس کر لینا چاہئے۔

فصل دوازدہم:۔ اسی طرح باقی قرابت داروں کے

بھی حقوق آئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :- (۱) اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر ضرورت اِن کے کھانے، پینے، پہننے کی خبرگیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور اگر غیر محارم ہیں تو نان نفقہ اس طرح واجب نہیں۔ لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے (۲) گاہ بگاہ ان سے ملتا رہے۔ (۳) ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ کسی قدر ان سے ایذا پہنچے تو بھی صبر کرے افضل ہے۔

فصل سیزدہم :- استاذ و پیر چونکہ باعتبارِ تربیتِ باطنی کے مثل باپ کے ہے۔ اس لیے اُن کی اولاد سے یا اقارب کے ساتھ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات سادات کرام کا احترام بھی معلوم کرنا چاہیے اور چونکہ شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنے اُستاذ کا شاگرد یا اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنے باپ کے ہوا۔ پس ان کے بھی حقوق مثل اپنے بھائی کے سمجھے۔ قرآن مجید میں جو الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ آیا ہے۔ اس میں یہ بھی داخل ہے۔

فصل چہاردہم: حقوق شاگرد و مرید چونکہ شاگرد و مرید بمنزلہ اولاد کے ہے۔ شفقت اور دلسوزی میں ان کا حق بھی مثل اولاد کے حق کے ہے۔

فصل پانزدہم :- حقوق زوجین، حقوقِ زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں :- (۱) اپنی وسعت کے موافق بیوی کے نان نفقہ میں دریغ نہ کرے (۲) ان کو مسائل دینیہ سکھلائے اور عمل کی تاکید کرتا رہے۔ (۳) اس کے رشتہ دار محارم و اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے (۴) اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر و سکوت کرے، کبھی مارنے کی ضرورت ہو تو اوسط (اعتدال) کا لحاظ رکھے۔ (۵) زوجہ کے ذمہ شوہر کے حقوق یہ ہیں :- (۱) اس کی اطاعت کرے اور ادب و خدمت و دلجوئی و رضا جوئی پورے طور سے بجا لائے۔ (۲) البتہ غیر مشروع امر میں عذر کر دے۔ (۳) اُس کی گنجائش سے زیادہ اُس پر فرمائش نہ کرے (۴) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے (۵) اس کے رشتہ داروں سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ خاص طور پر شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھے اور ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

اب آخر میں میں حقوق عام مسلمانوں کے لکھتا ہوں۔ علاوہ اہلِ قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔ اصبہانیؒ نے ترغیب و ترہیب میں بروایت حضرت علیؓ یہ حقوق نقل کئے ہیں :- (۱) مسلمان کی لغزش کو معاف کرے (۲) اس کے رونے پر رحم کرے (۳) اس کے عیب کو چھپائے (۴) اس کے عذر کو قبول کرے (۵) اس کی تکلیف کو دُور کرے (۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرے (۷) اس کی حفاظت و محبت کرے۔ (۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے (۹) بیمار ہو تو عیادت کرے (۱۰) مر جائے تو جنازہ پر حاضر ہو (۱۱) اس کی دعوت قبول کرے (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (۱۳) اس کے احسان کا بدلہ دے (۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے (۱۶) اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے (۱۷) اس کی حاجت روائی کرے (۱۸) اس کی درخواست کو سُنے (۱۹) اس کی سفارش کو قبول کرے (۲۰) اس کی مراد سے نا اُمید نہ کرے (۲۱) وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہے (۲۲) اس کی گم شدہ چیز اس کے پاس پہنچا دے (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے (۲۴) اس سے خوش خلقی سے گفتگو کرے (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے (۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ پر قسم کھالے تو اس کو پورا کر دے (۲۷) کوئی اس پر ظلم کرے تو اس کی مدد کرے (۲۸) اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے (۲۹) جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے پسند کرے۔ (۳۰) اور دوسری حدیث میں یہ زیادہ ہے ملاقات کے وقت سلام کرے مصافحہ کرے تو بہتر ہے (۳۱) اگر باہم اتفاقاً رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ ترکِ کلام نہ کرے (۳۲) اس پر بدگمانی نہ کرے (۳۳) اس پر حسد و بغض نہ کرے (۳۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے (۳۵) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کرے (۳۶) دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دے (۳۷) اس کی غیبت نہ کرے (۳۸) مال میں اور عزت میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے (۳۹) اگر وہ

(باقی ۲۴ پر)

محدث کبیر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت

(آنکھوں دیکھا حال)

ابا بزرگوار مولانا محمد رمضان علوی خطیب گلشن آباد راولپنڈی کے ایک گرامی نامہ سے مرتب شدہ مضمون ۱۲ ۔ علوی : مدیر

موجودہ جمہوری حکومت کے سربراہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی تو اس میں ملک کے مشہور عالم دین، محدث کبیر و شہیر حضرت العلام محمد یوسف بنوری کو بھی شریک کیا گیا۔ مختصر عرصہ میں کونسل کے کئی اجلاس ہوئے جن میں شیخ بنوری باقاعدگی سے شریک ہوئے اور اپنے گرانقدر مشورے اور تجاویز کونسل کے سامنے رکھیں۔ جنرل ضیا صاحب اور کونسل کے سربراہ جناب محمد افضل چیمہ (جج سپریم کورٹ پاکستان) کے تعزیتی بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا وجود گرامی کونسل میں قدرت کی نعمت غیر مترقبہ تھی۔ آپ کے قیمتی مشورے، بہترین آراء ملت کو اپنی اساس و بنیاد کی طرف توجہ کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ ستر سال کا یہ عظیم و جلیل انسان جس کی ساری عمر خدمت دین و علم میں گذر گئی، اسی مقدس مشن کی تکمیل کے دوران اپنے مالک کے حضور سرخرو ہو کر پہنچ گیا

اب بھی شیخ راولپنڈی کونسل کے اجلاس کے لیے تشریف لائے تھے ۱۶ اکتوبر کو اچانک دل کا دورہ پڑا تو کمبائنڈ ملٹری ہسپتال کے وی، آئی، پی روم میں داخل کر دیے گئے۔ عام ملاقات پر ڈاکٹر صاحبان کی طرف سے پابندی تھی۔ لیکن وہ کہتے یہی تھے کہ حالت خطرہ سے باہر ہے۔

طبیعت سنبھلنے کا مژدہ جانفزا ملا ۱۷ اکتوبر کے جہاز سے کراچی واپسی کے لیے سیٹیں ریزرو ہوگئیں لیکن افسوس کہ آپ کی نعش مبارک کراچی گئی۔ اور کراچی میں آپ کے لاکھوں عقیدت مند آپ کی شفقت سے محروم ہو گئے نہ صرف اہل کراچی بلکہ دنیا بھر کا صحیح الفطرت اور نیک بخت مسلمان اس عظیم و جلیل مرد دانا و بینا کی جدائی کے دائمی غم میں مبتلا ہو گیا۔

پیر صبح (۱۷ اکتوبر) پھر حملہ ہوا اور چند ہی منٹ بعد سوز و ساز رومی اور پیچ و تاب رازی میں وقت گذارنے والا نابغہ دل ہار کر رہ گیا۔ یہ روح فرسا اور اندوہناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پنڈی و اسلام آباد میں پھیل گئی۔ مقامی حضرات میں سے قاری سعید الرحمن خطیب جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر اور مولانا غلام حیدر مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد ہی ایسے تھے جو بحالت موجودہ ذمہ دار کہے جا سکتے تھے باقی حضرات ابھی تک پہنچے نہ تھے اور آنے والوں پر وہی کیفیت طاری تھی جو وصال نبی ﷺ کے وقت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ سمیت اکثر صحابہ کرام پر طاری تھی۔ اسی لیے بہت کم حضرات کو بروقت طور پر اطلاع ہو سکی اس کے باوجود ہزارہ و پشاور وغیرہ سے اکثر علماء وغیرہ آنا شروع ہو گئے۔

مولانا غلام حیدر صاحب حضرت الشیخ کے اسلام آباد میں قیام وغیرہ کے امور کے نگران تھے۔ اس ضمن کے

مصارف سے بری الذمہ ہونا از بس ضروری تھا اس لیے بغیر کسی تاخیر کے اس کام سے فارغ ہوئے۔ جبکہ قاری سعید الرحمٰن صاحب نعش مبارک کو ہسپتال سے جامعہ لے آئے۔ اور احباب سے تجہیز و تکفین کے انتظامات کا کہہ کر ائرپورٹ چلے گئے۔ تاکہ کراچی کے لیے انتظام ہو سکے۔ جہاز کی روانگی کا ٹائم ½۱۲ بجے تھا لیکن معلوم ہوا کہ لیٹ ہونے کے سبب ½۱ بجے جائے گا۔ فلہٰذا طے ہوا کہ پونے ایک بجے جنازہ پڑھا کر ائرپورٹ پہنچا جائے۔ بعد میں اطلاع آئی کہ جہاز مزید لیٹ ہے اور تین بجے جائے گا۔ مولانا ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد جو حضرت الشیخ کے قریبی عزیز بھی ہیں پہلے سے وہاں تشریف فرما تھے مولانا عبدالعزیز آف سرگودھا بھی چند دن سے پنڈی تھے اور بھی بے شمار حضرات آ چکے تھے ایک بجے بعد دوپہر امام العصر حضرت الشیخ علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے اس شاگرد رشید اور اسلامیان عالم کے مطاع و مقتدا کے غسل آخری کا انتظام کیا گیا۔ یہ سعادت جن خوش نصیبوں کے مقدر میں تھی ان کے نام یہ ہیں۔

مولانا ایوب جان بنوری، مولانا محمد عبداللہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد، مولانا عبدالستار توحیدی —— اور مولانا محمد رمضان علوی۔

مولانا غلام اللہ خان فیصل آباد گئے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں وہ بھی واپس پہنچ گئے۔ جبکہ ائرپورٹ سے قاری قاری سعید الرحمٰن صاحب نے فون کے ذریعہ اطلاع دی کہ جہاز کا ٹائم چار بجے ہو گیا ہے لہٰذا جنازہ ۳ بجے ہوگا۔ غم و اندوہ کی کیفیت یہ تھی کہ باضابطہ طریق سے ریڈیو کو اطلاع نہ دی جا سکی اور جو کسی ذریعہ سے اطلاع گئی وہ ۱۱ بجے کے بلیٹن میں ریڈیو کے اہلکاروں کی غفلت کی نذر ہو گئی اور وہ ایک آدھ لفظ کہہ کر "وقت ختم" کا اعلان کر کے رخصت ہو گئے۔ حالانکہ انہیں خبر ہونی چاہیے تھی کہ آج آسمان و زمین بھی ماتم کناں تھے۔ کہ ایک ایسے شخص کے وجود باجود سے دنیا خالی ہو گئی تھی جو اقلیم علم و عرفان کا بے تاج بادشاہ تھا جس کو اللہ تعالےٰ نے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا استغناء خودداری اور عزت نفس عطا فرمائی تھی۔ اور جو بلاشبہ خدا کی زمین پر ایک "مقدس نشان" تھا۔

اس کے ازالہ کے لیے مولانا محمد رمضان علوی کے توجہ دلانے پر قائمقام جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی قاری عبدالمالک نے ایک بجے سے چند منٹ پہلے ریڈیو پاکستان سے رابطہ قائم کیا تب جا کر خبر نشر ہوئی۔ اس کے بعد تو ہر راستے کا رخ جامعہ اسلامیہ کی طرف تھا اور جنازہ کے دوران اس کی وسعتیں اپنی تنگ دامانی کا برملا اظہار کر رہی تھیں۔

غسل کے بعد کفن پہنایا گیا، اللہ اللہ کتنا حسین منظر تھا، شیخ کا گورا چٹا رنگ، حسین و جمیل چہرہ، خوبصورت داڑھی اور پھر ایمان و یقین کے نور سے اور ہی بہار پیدا کر رہی تھی۔ سچی بات یہ ہے کہ

ع : چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

کا حقیقی مشاہدہ مخلوقِ خداوندی کر رہی تھی۔ جسد مبارک ایک ایسے کمرہ میں رکھا گیا جس کے دونوں اطراف سے دروازے تھے۔ گرمی کے سبب برف کا انتظام تھا۔ اور اب باقاعدہ نظم کے ساتھ آخری دیدار شروع ہوا ایک دروازے سے آنا اور دوسرے سے جانا۔ جس نے دیکھا وہ "احسن تقویم" کے سانچے میں ڈھال کر دنیا میں بھیجنے والے کی خلاقی و صناعی پر عش عش کر اٹھا۔

ایک بجے کے بعد حضرت المحدث الشیخ المکرم مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک تشریف لائے، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طلبہ و مدرسین میں سے کوئی ہی شاید نہ آیا ہو ہزار سینکڑوں تھے اور سبھی آئے۔ ضروری مشورہ کے بعد ۲ بجکر بیس منٹ پر نماز ظہر اور ۳ بجے جنازہ کا پروگرام طے ہوا۔

نماز سے قبل مولانا غلام اللہ خاں نے حضرت السید بنوری کے محاسن و کمالات اور دینی خدمات کا مختصر تذکرہ کیا پھر نماز ہوئی اور اس کے بعد مولانا عبدالحق نے شیخ مکرم کے مناقب اور تقویٰ و طہارت پر اپنی کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا اور آپ نے ہی تین بجے جنازہ پڑھایا۔ جنازہ کے بعد پھر چہرہ دیکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ جہاز کے ایک گھنٹہ مزید تاخیر کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس لیے دوبارہ یہ سعادت خدام کو نصیب ہو گئی۔

نے مجبور کر ظلم کی بنا پر بیٹیں چھوڑا مگر اس کی وجہ میر تھک جاتا ہے۔ مگر اب حضرت دیکھیے کیا جواب ملتا ہے۔ لاٹھیاں چل رہی ہیں مگر دل میں وہی جذبہ ہے۔ فرماتی ہیں :

"اے عمر! یاد رکھنا اگر تم ایمان نہ لائے تو اس کا انتقام میرا خدا تم سے ضرور لے گا"

اسی طرح حضرت زنیرہؓ جو حضرت کے گھرانے کی کنیز تھیں۔ عمرؓ کے جبر و تشدد سے یہ نہ بچ سکیں۔ اور پھر حضرت عمر رک جاتے تو ورنہ کفار ابوجہل کا نمبر آتا۔ اس ظالم نے اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حضرت ہندیہ اور ام عبیس بھی کفار کے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں حضرت بلال کا واقعہ تو مشہور ہے۔

سے وا رے اے بلال تیرے کیا کہنے

اُمیہ ان کو جلتی بالوں پر لٹاتا ہے اور پتھر کی چٹان سینہ پر رکھ دیتا ہے کہ حرکت نہ کرنے پائیں۔ اور کہتا ہے کہ اے بلال اگر تو مصیبتوں سے نجات چاہتا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کر دے۔ ورنہ یوں ہی تو مر جائے گا۔ ہم تجھ پر بالکل رحم نہیں کریں گے۔ بھلا ان پروانوں کو ان ظالم و سفاک قریش سے رحم کی امید ہی کب تھی۔ حضرت بلال جواب میں احد احد کا نعرہ بلند کرتے۔ اب حضرت بلالؓ کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچتے پھرتے ہیں۔ لونڈے ان کو کبھی شہر کے اس سرے اور کبھی اس سرے لے جاتے ہیں۔ لیکن کیا ہوا بلال پھر گئے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ [illegible] احد احد۔ بالآخر یہی بلال جو مسجد نبوی کے [illegible] مشہور ہوئے۔

[illegible]

[illegible] ، یہ عبرت خیز سفاکیاں [illegible] ایک بھی مسلمان کو راہ حق سے متزلزل نہ کر سکیں۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

بقیہ : افادات محمود

چنانچہ ایک مسئلہ میں ایک زانی کے متعلق یہود نے کوڑے اور منہ کالا کرنے کا حکم دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم دے دیا۔ لہٰذا علماء یہود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آیات رجم کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں یہ آیات نہیں ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات منگوائی اور فرمایا کہ پڑھو۔ لیکن آیات مخصوصہ پر ہاتھ رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن سلام امام الیہود (جو کہ بعد میں اسلام لائے) نے ہاتھ اٹھوایا تو نیچے رجم کی آیات موجود تھیں۔ تو آج کل کے علماء سوء بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔